

کسوٹی

جدید

اگست ۱۹۹۴ء



رب ادخلني مدخل صدق باباً اردو مولوي عبدالحق محقق کے نام

باب اول

اردو زبان دو مخترعیتیں ہے۔ اردو ادبی سانیں ایسیں جیل ری ہیں۔ اردو ادب عالم نزدیک میں ہے۔ ان حالتیں سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہی ہے، قیمتی بالکل جی ہے کہ ایسی اسی زبان اور ادب کی موت و تعالیٰ نہیں ہوئی ہے، زندگی کے آندراتی میں۔ ہماری تخلص اور صادق کی شکل سے اس میں نہیں ہے، حج پھونگی جا سکتی ہے۔ اور یہ ضروری ہے۔ کیونکہ زبان اور ادب کی موت اس زبان اور ادب سے نسبت رکھنے والوں کے آئندہ ٹپر، ترقی بخوبی تمن اور طرزِ عالمیت کی موت سے ہے۔

قارئین! حضرات!

نمیں سے یہ سعدت جمالی نہیں، تب کسیں "کسوٹی چدید" کے یہ پڑھ صفات دیوہ دروں کے لیے لیکر آئے میں کامیاب ہو سکے ہیں۔ بلکہ میں پڑھتے ہے کہ اب تک یہ سادھے رسمائیں و جرائم شائع ہوئے، لیکن یا ماساعد طالبیت، مخدود سماں، سیاسی کہنہ تزویں اور محاذی و شفاؤ روپیں کے سبب باقا عذری سے شائع نہیں ہو سکے یا اسکریپت سے بالکل ہی فائدہ ہو گئے۔ بھرپھی ہم نے گھر جلا کر جو ایسا کرنے کا خود کیا ہے۔ اور دیجئے ہوئے ہم نے خوصل کیا۔

کسوٹی چدید کی اشاعت سے تازہ نشانہ توکی کی تھیکیت ہے، زکی کوچان، دکھانا، ہمارا مقصود زندگی سے بھر پورا دب بنائی کرتا ہے۔ ہمارا مٹا ترقی پسندیدہ ہے، جو دیدیت کے ماتھے جو دیدیت کے پڑھے میں پڑھیں ہے جو ادب کے حقیقی سماں کی پیش پاٹی رکھتا ہے۔ محمد مہاجر شوال کا خیر مقدم کرتا ہے، ہر ملکہ کلر کے شہر کے۔ اب اسے ساتھ ساتھ بالکل ہی نہیں کوہی زادہ کار اشیں کو خوش آمدی کہنا ہے۔

یہ زمانہ نئی تکالاویں نو رہائی نیک کا زمانہ ہے۔ ٹکھوں اسی نو رہائی کی پہاڑی، تندیب و تمدن اگر تو پلچر کی ختنی کی خلقت و رخچنے کا زمانہ ہے۔ ہمارا مقصود خالص اور صاف اور سب کے ذریعہ کھوئے گئے دنوں کی خالی ہے۔ ورنہ ضرورت ہی کیا تھی جہاں اتنے ذیل سارے اوری سماں و جرائم شائع ہو رہے ہیں۔ اس کسوٹی کی اور اس پڑھ صفات کے ذریعہ ہم اور یا معاشرے کے ہی کیا سمجھ گے؟۔ تو شاید سور کا چار اسے پوچھا جائے۔

اپنے سزادوں کو اسی کے بعد کون اس دنیا کو روشنی سے مصور کرے گا؟ اور ثابت نہیں کہ پرانے کا جواب بھی نہ ہو گا، کہ میں اپنی سلاسلہ کو شکل کروں گا۔ لیکن ہے کسوٹی یہی ایسا مذاہد ہے، جو اپنی سلاسلہ کو شکل کروانے پر اکر کرکے زبان کی مختلس کا ملان اس زبان کا اعلیٰ ادب کرتا ہے، لہذا میدیہ ہے کہ ہاتھ میں "کسوٹی چدید"۔ میں اس ادب کے پڑھنے قارئین کی کسوٹی پر پوری طرح کھرا اترے گا، مم تو میں این کارزار میں اترے گے۔ میں ضرورت ہے، ادب کے ہاتھ قارئین میں سے یہاں خواہ افراد کی۔ اپنے ہماری بھتی جو حلاتے رہیں۔ انشا اللہ العزیز، ہم ملی اور یہ عاری ڈھنی اسپیشیل کرتے رہیں گے۔ لیکن ہے "کسوٹی چدید" کے پہلے تاریخ سے آپ بہت زیادہ محنن نہ ہو سکیں۔ لیکن یعنی جائیئے کہ آئندہ شادی، اپنے پوری طرح بیرابر، نہ بھی کر سکے۔

علیہ السلام
انور شامیم
anwar_shamim @ hotmail.com
کاظمیہ انٹرنسیبل نہان
khan_afzal123@rediffmail.com

لہٰ مَمَّا مَسَّ كَسُوْتِيْ جَهَادِيْ
لَا يَأْكُلُ اَرْبَدَ سَمْنَى پُورَ - ۸۳۸۱۰
FAX-21583
E-MAIL : kasaubi_mahnama@yahoo.com

کمپیوٹر کمپیوون نگ
ارشد خان
کاظمیہ انٹرنسیبل نہان، ہماری گینڈ
سُمْنَى پُور، لُونَا، ۱۱۷
غیر ملکی، ۱۵ دالر یا ۱۰ پونڈ

لی تاریخ: ۵ روپیے
سالانہ، ۵ روپیے
غیر ملکی، ۱۵ دالر یا ۱۰ پونڈ
لایکریوں سے لے ۱۰ روپیہ (اندرون ممالک)

قرصانیل زر
لیکن آرڈر، چلیک، یا
ڈی. ڈی.
معتمد اذنیں اذنیں، معمولی اذنیں

کیک نام سے بیوی چھپنے

تلاریکن گسوٹی چدید کو آزادی کی مبارکباد!

ائف شب، اگست ۱۵، ۱۹۹۴ء، طلوعِ حج ازادی کی مبارک شہر تھی۔ تربیخوں کے صدی شہر تھی۔ صادق بندہوں کے پہل پانچ کی شب تھی۔

مروف نہ لرستہ تھا تو، نہماں کوں کیا گئی سر ازادی کے رہائی شہر تھی۔ ۵۲ سال بیت گئے آج پھر عدیم کے جانش تو کھرے ہندوستانی اتریں صرف ہندوستانی۔ اس نے کہ آزادی کا یہ دن ہماری یکجہتی کا تعظیت ہے، اگر ہماری ایکتا، ہمارے ہاتھ کی گموار نہیں ہوتی۔

ہمارا بد نہ اندوستنیست، ہماری پیر خیسیں ہو اور تم الگ الگ فرقہ یا ایسا پاٹ ہوتے تو ہماری ازادی ہمارا تقدیر نہیں ہوتی۔ یوم ازادی کے، اس سعدِ موقن پر اوارہ کوئی پیدا کی جانب سے صادق چاند بندوستیت کے ساتھ پر طوسی دلی مبارک یا قبول فرمائی۔ کہ ازادی میں ادب کا ہی بہت بڑا جدم ہے۔ (ادارہ)

SADAR BAZAR
SAMASTIPUR-B48101
BIHAR (INDIA)

ادب کے سناثوں کو توزیٰ بوئی تیسری آواز! ابا حیث شیعہ اور فری میسزی کا نیا 'استعارہ'

مکالمہ میل

بر صحیفہ میں یہاں بھی اس سے خفیہ اور خطرناک تحریک فری میں کامیڈ کر رہے تھے ہوئے، "الغایہ بن اول" میں ہم نے اس بات کی جانب اشارہ کیا تھا کہ اہل تشیع ہمیشہ سے اسلام خالق تحریکوں کے لذ کار رہے ہیں۔ اوزفری میں تحریک کا یہ سب سے آسان بڑا فرے ہے میں۔ لیکن یہ کوئی اتفاق کی بات نہیں ہے اصل میں شیعتوں کا تجزیہ یہودیت کے ہلکے ہے جو اتحادِ ادنیٰ سے یہودی قضاووں اس لئے مسلمان گیا تھا اور اس اسلام اور امت اسلام کے شیرازہ کو تجزیہ کر رکھدے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تشریف کرنے کی بات تو چھوڑ دیئے مذاقہ کروارے خالی اس پسلے شیدتے تو قیۃ عقیدہ بھی پیش کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بذرا خدا ہیں۔ اسی کے حق میں جن تک اہل تشیع حضرت علی رضی اللہ عنہ کو علی مولا اکٹھا کاہناتا وغیرہ غیرہ کے القابات سے پہلائے ہیں۔

ذبوبیں صدی میں اردو ادب میں ترقی پسند مصنفوں کے نام پر جو نولہ و جودو میں آکیا اس میں فرمی سیزی کی روح کار فرمائی۔ علی سردار جعفری، جوش بیچ جباری، اختر حسین، رائے پوری، فضل احمد فیض، احمد جباری پہنچی تھیں اور نہ سب اسلام کے شہری مخالف اور فرمی میں کے روح رواہ نامہ نہاد ترقی پسند ادب کے نام پر اس نوٹے نے جس شعر و ادب کو فرمودی دیا اس میں نہ بذات بذری تعالیٰ اور رسالت کا پہنچتے ہے بیرونی میں خوب مقاب اڑا گیا۔ کیونکہ مسلمانوں کے نونے سے رئگا درا قی تھوڑوں ان کے نزدیک صاحب انتساب کی طاعت بن گیا۔ اپنے اقبال کاشاہین درنگی، اور شاعری، اسلامی قاریزم قرار پایا۔ وہ ذبوبیں صدی پر تھوڑوں کو رہنی اور مسلمان رہنی پر لخت گھرتی تھی۔ تو یہی نولہ تھا جو بحارت میں شیطانی آیات پر پاہنچی کے خلاف عدالت کا دروازہ کھکھلانے کی بھیجاں وہے رہا تھا جو صحنِ من آن ہک یہ یاد، نہاد ترقی پسندی عرف ای مدد تک محو ہوئی کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو کچھ بھی ہر زورہ سراہی کی جائے اس کی تشریکی جائے۔ اسلام اور مسلمان کے حق میں جو کچھ بھی کسا کار لکھا جائے اس کی خوب نہ ملت کی جائے، کس کا نام ایسا لایا جائے۔ اور خوب نہ غافی کر کے دل رہا جائے۔

اب تو اس نام و نہاد ترقی پسندی کے خلادے کی ہوا کب کی کلک بھی اور اس نول کے سر خلیل علی سروار حضرتی اپنے کرو تو توں کا حساب کتاب پکانے اللہ کے باب بلا جائے گے، لیکن فرمی صفری اور شیعہ شانہ شانہ ہر ہر جگہ کسی کشی سرسوت میں اپنے حرم موم اور ہنپاک ارادوں کی تجھیں کیئے اپناؤ را در لڑاکی نظر آئے گی۔ اہل قلم شیخہ ایکیسا جمیع خلف نام اور پرہروں سے پورے ادوب بر جھالا نظر آئے ہے۔ ان کا مقدمہ ایک بہت زندگانی کا شہنشاہ، مدنی معرفت صلبی میشن، اسلام اور امت مسلم کی جانب ہر بادی کا مشین اس کے لئے یہ عجیبہ غیر مرتکب حکیمی کرتے ہوئے ہیں۔ اسلامی ہمار کو کھلکھل کر عالمی کارہتے ہیں۔ دارت علوی فخری پسیے زندہ ہب اور بہب: ہیں، دوئے کا طالع کرتے ہیں۔، عالم ارواح، ان کے زندگی ایک امتحان خیال ہے۔ جو اب صرف بالی و ذکی فلموں میں زندہ ہے۔ ان کا یہی کہنا ہے کہ اوب (۴۲) فریضہ توہن ہب کی یا کارہیوں کی تفاصیل کا نہ ہے۔ اپنے ملک کے تقاضے کی میں مطالعہ اور ارشٹ علوی صاحب کو توں سیدی اور مندوں فیضی ہی بھائی ہے۔ ایک طرف نہب کا انکار اور سری جاہن حضرت علیؑ کے اسوہ، حد کی بڑی کی بات کرتے ہیں اور اس تفاصیل کا جواب نہجہنے کے طور پر انسوں نے پیش کیا ہے وہ حضرت عمر بن عبد العزیز کا شور واقعہ ہے تو کہ حضرت علیؑ کا اصل میں الٰی تشیعی یہ پرانی کاحدت ہے کہ ہر ایجھے واقعہ کو حضرت علیؑ کے کمائے کیسے میں والجیہ میں سماں تک نہ بتوت جن اس کا مکانی محمد علوی اپنی کتبہ میں بہ اور اللہ کا کل کرمانق اڈا تے اور شان رہالت مصلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخ کرنے کی جحدات کرتا ہے۔ علاج حق کو نوکتے جن کا یوگ حقدارت سے میکا کر مکھی اڑاتے ہیں، سر دوں بھائی اور لالے کا معافی نہ ہے کہ نہ نظر آتے ہیں۔ ہر رضوی اپنی خودوں، ہر دشی، میں کئی عام ماحصلت اور فیضی کا دروس و نئے رئے ہیں۔ جوشی بادوں کی باریات تو فیضی بادی کی بھی ہی، نما افضلی کو سمجھ کے ہے تخارچ ہجاتے ہیں کہ حضرت اور بادوں کے احتمال سے کیوں و قدم آگے ہیں زندگی میں جہاں تھی فادوں جو رامیں ظراحتیے اسی میں اکیم اللہ اور حسکہ کا تم نہ کرتا ہے اپنی ساری مری میں اٹھیں جہاں بھی، اُتھے نہ بہ کی وہیں ایں اور شباب و شراب کے نہایتے۔ میان کیسے ہیں اسی قبیل کے ایک کشیری ایسی بٹاطا انضصاری کا کام کے بارے میں یہ کہا تھا کہ یہ تو ایک جھنجوت ہے۔

بھارا۔ میں مسلم پر مسل الکی خلافت میں بولے والوں کی طلبی تقاریب میں اسی کو صرف شیعہ ی شیعہ نظر نہیں گئے ۱۹۸۶ء میں جب لک کے طبل و عرض میں ہندوستانی مسلمان شریعت کے خواہے اسے اپنے مل زندگی سے بے ہوئی خرچ کی طبقہ چلا ہے تھے۔ جب پوری امت اسی بات پر مشتمل تھی کہ مسلم پر مسل الکی فہمی و تشریح کا حق کیمیر اسلامی حدالت کو نہیں دیا جاسکتا۔ اور اس وقت شاید ان قصص نے حکومت اور مسلمانوں کے مابین ایک شیخ مل کن مکر رپا کر کے قابو میں آئی تاکہ سیاستی کارروائی کے لئے اس کو دوسرے حکومت کا نام یہ اپنی جادی کی ۱۹۵۷C&PCC میں اسے مسلمانوں کو مستثنی نہ کر جائے۔ یعنی وہ قوت پوری ایامت ایک ملکے برائے حق میں اسی تاریک بھائیت اس کو نوٹلے نے امت کے خلاف ایک منشو پر دھنکڑ کرنے والوں کے کچھ ہم۔ اخواجہ احمد عباس تو علی سردار جعفری ۳۔ سعید ۴۔ مظفر علی (فلم ساز) ۵۔ سلمی علی (ایمیڈی) میں مسلم رضا (اسک چاٹلر پر یونورٹی ملکی) کے نزدیک اتفاقی (پیچرہ دل بیو یونورٹی)۔ ۸۔ یکیش حسن (ریڈیو فریڈی ویل بیو یونورٹی)۔ ۹۔ سیدہ زینی (ریڈیو فریڈی یونورٹی)۔ ۱۰۔ صاحب حسین (اے۔ پی۔ پی۔ کاچ بھائیت اس کو نوٹلے نے اسی ملک پر دھنکڑ کرنے والوں کے کچھ ہم۔ اخواجہ احمد عباس تو علی سردار جعفری ۳۔ سعید ۴۔ مظفر علی (فلم ساز) ۵۔ سلمی علی (ایمیڈی) پر یونورٹی)۔ ۱۱۔ حسین مل (پیچرہ دل بیو یونورٹی)۔ ۱۲۔ عابد حسین (میر پل انگل کیمیری)۔ ۱۳۔ طیور تاکم (ماہنگان، اس)۔ ۱۴۔ مل پا ترا (عوشر سال پرست)۔ ۱۵۔ مجھ ظہر با ترا (پروفیسر جے ایت۔ ی)۔ ۱۶۔ زاپدیزی (پروفیسر مسلم پرست)۔ ۱۷۔ اس پا پدھے زیبی (پروفیسر مسلم پرست)۔ ۱۸۔ میونہ جعفری (ریڈیو مسلم پرست)۔ ۱۹۔ عارف رضوی (ریڈیو مسلم پرست)۔ ۲۰۔ یوسفی (ریڈیو مسلم پرست)۔ ۲۱۔ شریں موسیٰ (ریڈیو مسلم پرست)۔ ۲۲۔ اسٹر ایکٹری (ریڈیو مسلم پرست)۔ ۲۳۔ سفری مسی (ریڈیو جامعہ اسلامیہ)۔ ۲۴۔ وغیرہ دنام کیاں تک گوئیں۔؟

اب کی شیعت، اور فرقہ صدری اپنی پوری بحیثیت اور فدائی کے ساتھ اور اب کے شناوون کو تزویٰ ہوئی تیرسی اور اس کے نفرے کے ساتھ ایک بے حد دیدہ ذمہ سماں جملہ، استغراہ، کے نام سے میران میں اور پڑی ہے۔ صاحب الہیز پرور کے متعلق، ہوں پہلے میں نے لکھا تھا پوری صاحب عشق رسول کے پردے میں اپنی جسمی چرمائی بیان کرو رہے ہیں۔ قب پوت کے پاؤں پالیے میں تھے۔ لکن، تیز زندگی سے تھے کہ اگے کل کر پہنچ دئیں تھے۔ اپنی جسمی ہمایتی کا نام، رسول کو چاک کرنے کا کام!

SIGMA ELECTRONICS
Dealers In
Santosh, Ramson's, Beston, Calvin,
etc.
BARABAZAR, STATION ROAD, SAMASTI-
PUR

میلاد مکتبہ کامپیوٹر سائنس کی اجراء پیر مبارک باد

Millat Institute of Information Technology

MIIT

Station Road, Samastipur

SHAHID HUSSAIN "SOZ"

ପ୍ରାଚୀନ କବିତା ମାତ୍ରାରେ ଏହାର ଅଧିକ ଗୁଣ ଦେଖାଯାଇଥାଏନ୍ତି ।

କାହାର କାହାର କାହାର କାହାର କାହାର କାହାର କାହାର କାହାର
କାହାର କାହାର କାହାର କାହାର କାହାର କାହାର କାହାର କାହାର
କାହାର କାହାର କାହାର କାହାର କାହାର କାହାର କାହାର କାହାର

የዕለታዊ የደንብ ስምምነት ተመዝግበ እና ተረጋግጧል፡፡

תְּבִ�ָה

၁၃၂၀၁၇၊ ၁၁၊ ၁၉၈၅

مکتبہ

କାହାର ପାଇଁ କାହାର ପାଇଁ କାହାର ପାଇଁ କାହାର ପାଇଁ କାହାର ପାଇଁ କାହାର ପାଇଁ

କରୁଥିଲେ ଏହାରେ କିମ୍ବା କିମ୍ବା କିମ୍ବା କିମ୍ବା କିମ୍ବା କିମ୍ବା କିମ୍ବା

تُلْخٌ حَقَّاقٌ

اپنے علم بھارت میں رہنے والے ۲۲ کروڑ مسلمانوں کو اپنی علیحدہ پہچان چھوڑ کر لکھ کے اہم دھارے میں ضم ہو جائے۔ یہ خالی گز شفہ کی سالوں سے نہ صرف سنگھ پر یاد رکھنے خود کو جسموریت فراز تما میندا بہب۔ کوئی صحیح اور بارہ تصور کرنے والے ترقی پسند و دولت سلطنت اکملوں سے ایسا یا پر ایسا اور ان کے ربنا کے آئے ہیں جسے کفر تو نظر انداز کر دیا جائے تو بھی کامنا کی ہے۔ میں ان رنگیں مگر خیرات لارض سے سید حاصل اکتا ہوں کہ سمجھتا رہا، اہم دھارے کا مطلب بندوں ہو جاہے؟ کیونکہ بھارت کو گزارہ ہوئے ۵۳ سال ہوئے ہیں مجھے یہ معلوم ہے کہ ۱۹۴۷ء کی تفہیم کے تجھے میں لاکھوں لوگوں قتل ہوئے تاکہ سندھ بجزیہ کی تفہیم ہو کر بھارت اور پاکستان دو دشمن پردوی ملک وجود میں آئے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ زمین کی معنوی تفہیم انسانوں کے جسم و خون کی تفہیم نہیں ہوتی۔ ان گھنی بھارت اور پاکستان کے انکھوں مسلمان اور بندوں (انکھوں سندھی) ایک دوسرے کے رشتار میں۔ شادی یا ورود مگر خاندانی تقریبات دونوں ٹملاں کا تندیسی تعلق قائم رکھتے کہ یہ موڑ ذریعہ بھی اسی میں سے مراخ کا پہلو نارنگی کریبا کی جائے تاہم تسلیم کے برعکس کوئی چارہ نہیں ہے ۱۹۴۷ء کے بعد کی تین سالوں کا پہلے ۱۹۴۳ء کے ذریعہ یا ان رشتاروں کا اور ان کے لیے کلیں گدھوں کا پیدا معلوم ہوا ہے۔ عمر کے منے سالوں برگوں کوں کی پرانی مستی اور اب اپنی طلاق ہجوم ہوتا ہے لیکن جبچے ۱۹۴۷ء میں ۱۰،۱۲ سال کے تھے ان کو پرانی یادوں سے کیا مطلب؟ لیکن اگر ہمیں ہمارا بھارت اکھد رکھتا ہے ایک اکھم ملائقت جانتے تو ہمیں ایک قومی دھارا تھی زبردست اغفار و گاندھی کرتا ہو گا۔ جہاں تک بھارت کا سوال ہے صرف بہوت سالی شہریت ہمارے قومی دھارے کی جادے اور بہومنی میں کہ جہاں ہماری شہل ہے۔ ہمارا دستور تھا اسے کہب کہا تھا، دم، سون، ندر، بھلی خانہ اور شکر بھی ہے۔ ہمارے بھارت میں جو دنگرد ہے اور فرقے ہیں ان سب کی جیادی عقیدہ ذاکر لیکر کر کے تیار کر دہ و دستور بند ہو ہے۔ اور ہمارا اسے ہمہ اپنے بیوی مندرجہ، سمجھ، جو جا ہماری اک جیا ہے۔ جس ان کلے شرم اقتدار کے ہوس پر سوتون نے بے آگوں کر دیا ہے۔ بھکے ہمیں اس موقف سے کس ذمہ بسی سختیت، مولانا یاش عالم کا اتفاق نہ ہو۔ کسی کو اچانگے یا لوگ تالیں جائیں۔ اس لئے لکھنبویں نہیں ہے۔ مسلمانوں کے دلت سماں کے دلوں کو حاصل کرنے کے لئے سیکور ہوئے کافہ معموق رچائے والے اور تمام اہب کی سماںیت کا دعویٰ کرے والے ذوقی بھی ہم نے بھر دیکھے ہیں۔ میں پھر سالی کرنا ہوں:

اگر آپ سیکلور میں تو سرکاری سٹبلر بھوئی پونج کی ہندو تقریب کیوں منائی جاتی ہے؟ سرکاری دفاتر میں ٹھیس اتو، کیوں مناء کی اجازت ہے؟ سیستہ نازارین کی تقریب تمام مذاہب کی کمائیت میں بینہتہر ہے کیا؟ پرساولی بات اور بے ادیے تو موقع ملت لیبریان پر شیخ کا پرساد کھاتے ہیں۔ وہ رے ترقی یافت صدارتی! مسلمانوں کو اہم قومی دحراڑے میں شامل ہوئے کام سکھانے والے تمام لفظی نیتیں اور پیاسکار بٹوں سے میں پچھتا ہوں کہ تو فوجی بکھرتی کیوں اس کرنے سے پہلے سو (۱۰۰) بدر سوچا ہے؟ ذات بولی نہ ہب، زبان اور علاقے کے ناظر میں اقتدار حاصل کرنے والے کو تو فوجی بکھرتی، کے انہوں غنکوں کے ساتھ اتنا لندہ مذق نہیں کرنا چاہئے۔ ملک کو تقدیم ہونے تین شیشیں گز بھی ہیں اب ہمارے سلم بھائیوں کو اہم قومی دحراڑا اور فوجی بکھرتی کے نام پر شرمندی، اسرتی، پرانی کو دیدھ شالہ میں شریک ہوئے کیسیں۔ ہم یہ بکھل نہیں چلے گئے۔ کیوں کہ غداروں کا کوئی نہ ہب نہیں ہوتا۔ یعنی ہماری تاریخ بتاتی ہے کہ بھارت میں جتنے کچھ غدار رہا گے اس میں سے ہر پور غیر سلم تھے اخالیہ دنوں میں آئی اسی نئی سیکھی جو ایک اعلیٰ اور آرزوی ایس کے جو کے ذخائر کے ساتھ پکڑے گئے ان میں کیا صرف مسلمان ہیں؟ ذرا ہم یاد کرسیں۔

۱۰۷
جس نے کم کو (بیانوں کو) بھیڑ بیوں کے حوالے کر دیا، اب جو کچھ اہم قوی، حارست کا حوالہ آیا ہے تو میں تمام فمد و اور حضرت سے مکالہ والوں کو کیا تم اپنے مسلمان تو قیہ بھائیوں کو کہا تو کہ درج، و رانصان دیا ہے؟ اج منہماں اشتر میں مسلمانوں کی آبادی پڑھہر فیضہ ہے لیک پوس، مگر پریشد ضلع پریشد، کار پوریشن، پوس آفس ریلوے، خانگی کار خانہ، بیک اسٹاف، منڈالی، مختلف سرکاری، فائز، مدد اشتر اندر کی سیدہ، چیزیں اور اولوں میں ملکیہ بھائیوں کا فصہ کیا ہے۔ سکیو، بیوں کے حصوں کیلئے تو ہمارے لیڈر، سکوئر میں۔ لیکن عمل اور کام غائب ہو جاتا ہے۔ میں تو تمہارے تین کو سکوئر پارک پر اپنے کام کرنے والے مسلمانوں کے علاوہ مسلمانوں کے تین کوں ساکام کیا؟ تھیں تو صرف اتنا دار باتا ہوں۔ اسلامی تحریک، مداروں سے تیر کرنا ہے کہ پہلے علی سے محبت کی لین بنی دنیا کرنی ہوئی تھی تب جو نا بحثیتاً ور نیعنی حاصل ہوتا ہے تم میں مسلمانوں کے لئے کون سا کام کیا؟ تھیں تو صرف اتنا دار کیلئے ان کے دوست، چاہتے ہیں۔ اب اٹیں بیٹھ کی مظلی اور سیاہ دالاں کی پرواد نہیں رہی ہے۔ کسی بھی سیاسی جماعت کو اب یہ نہیں سمجھتا چاہتے کہ مسلمان اپنے کسی دلال کے چکلے شیش نہیں جانشی گئے۔ اب وہ نہایت شرم بر گیا۔ اب مسلمانوں کی پست اتوام کی طرح کسی کی باب کی پاکی کا یقین نہیں اور لوگ یہ اپنی طرح کھو لیں کہ ۵ فصد مسلمان بھائیوں کے علاوہ بے حد غریب اور محج محظوظ نہیں وہ نہیں ہیں۔ ان کو کھلی، پرروشن ملتا جائے۔

تویی یک ہدایتی، اور اہم توکیو دھارے کی بخواں کرنے سے پہلے بھیں سچا چالا بیچنے ہم مسلمان کے ساتھ کیا سلوک کرتے چیز عبید ملن کے پر گراموس میں شرکت سے کام پڑے والا تھیں۔ مسلمانوں کو رہنی فی دور زیر و دشمن

سب و درود و شفاف نیست و در پنجه تو گئے اسی ابتدائی زمانے میں بھارت کے تمام رہنے والوں کو عرب اور ایران کے حملہ کروں تھے، ہبندو، ہندو، ہم دیا اس طرح مسلمانوں سے پلے آئے والے جملہ اور میں کی تذمیر میں ہم ہو گئے۔ لیکن سماں اول کا مامنہ ایسا نہیں تھا کہ وہ اپنے ساتھ اپنی کتاب بھاگت بھادیت (قراآن) اور اپنے سماں قوانین لیکر آتے تھے۔ ان کے ایمان کی دوست اور پلے سے ترقی یافتہ تذمیر اسلامی لیکر وہ میں آئے۔ اب یہ کیسے تملکتی ہے کہ وہ پہنچاں اپنی کتاب اور اپنے سماں خواہیں ترک کر کے انہم قومی دوستیوں میں شامل ہو جائے۔ پھر یعنی بال اللہ اللہ محمد رسول یعنی یک اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔

A REPUTED NAME IN

HOSIERY & READY GARMENTS

SUNBEAM GARMENTS

SADAR RAZAR SAMASTIPI IR

سے نوپاہ، نہاد باد، جعلی کتاب، نہدی البانہ، کے اقتضایت دوسرے مطے سے شروع ہو جاتے ہیں۔ استعارہ کے درمیں شارے کامروقی یعنی خالہ فربن جمیری اسلامی ایران کی ایک قریبی تین پینٹاں سے مزین ہے۔ اس شارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ علی مولا، مولائے کائنات وغیرہ کے القابات سے اختیاری قیامت سے پکارے جاتے ہیں اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہم مبارک کانفیان، عمر بن، کہ ایسا یا جاتا ہے اور وہ بھی بڑے شیعہ اور فرقی پیغمبری علی سردار جمیری کے حوالے سے (استعارہ ۲۰۱ صفحہ نمبر ۱۰۰) سنتیت کے حوالے سے مسلمانوں کا کافر انہی کے آئیں عذر دن لالہ۔ الیاں کر دیا گیا ہے اور اس پر نوہی چتوں کی طرح آپہ اڑایا گیا ہے (استعارہ ۲۰۱ صفحہ نمبر ۱۰۱)

ایک قریبی کتاب میں قرآن اور رسول کی باتیں ہیں اور اسی میں ”بدن کی جمیالت“ جیسا نوش اور عورت کے تمام تصور شدیدہ اعضا۔ قاب کشانی والا مضمون بھی ہے۔ جواب میں ابادل اور بیول اور قاری کے نسبت ایک بھر پور مسانہ فرائم کرتا ہے۔ قریبی سمری اور شیعہت کا یہ کمال ملاحدہ فرمائیے کہ ”بدن کی جمیالت“ کی خالق سوزی بحیث سے الی پڑی فضولیات ایک ایسے صاحب کے قلم کا شاخانہ ہے جو ایک دینی درس کے فاضل میں یہ کوئی شیعہت کا کمال ہے کہ ایک ہی منہ سے ہام و نماد مشق دفتر رسول کی نظموں سے ملیاں اللہ میلیاں تھیں۔ اوضوہ سی اذان کے پیچے رخماز پڑھتے ہوئے پاری سے داشت کافی۔ (استعارہ ۲۰۱ صفحہ نمبر ۱۰۱)

اور ایک سکیل ”کمال گی وہ / وہ تو ان سب سے زیادہ سدر تھی / لگتا ہے وہ بھیر گھس کے / اپنی سکیل کے تن کے بھیر گھس کے / اس حصہ کو چھپرہی ہے / جہاں خود ہی خود، کن رات اپنے کام زندگی کا محسوس اگی ہے“ شاعر، شمارہ (۹) ستمبر ۱۹۹۹ء۔ صفحہ نمبر ۱۳۔ اخلاق و تدبیب کے سر کو شرم سے جکاد ہے اولی فاشی کسلوں جا رہی ہے۔

”عورت کی نظیں،“ کے نام سے پوری ایک سریز مدیر شاعر کو موصول ہوئی۔ مدیر شاعر نے ذریت و ذریت صرف ایک نظم اس نوث کے ساتھ شائع کر دی کہ ”اخلاقی جمیالت شاید ان نظموں کو قبلہ نہ کرے ابنا تحریک سے طور پر ایک نظم شائع کی جا رہی ہے۔“ تھا ہر ہے کہ مدیر شاعر نے کامی خود و خوب کے بعد مندرجہ بالا نظم کا انتساب کیا ہوا اور تمام نظموں میں سے سب کتر نوش نظم کو چھاؤ گا۔ اب اللہ ہی بھر جاتا ہے کہ اس سریز کی دیگر نظموں میں پر دیوبن صاحب نے کیے ہے اور اس کس طرح عورت کے پوچھدہ حصوں میں خود زندگی ہو گی۔

اس ساری فاشی پر دیوبن صاحب کا داد گوی ہے کہ میں اللہ اور رسول کے حوالے کو زندگی کے برہنے میں جزو ایمان تصور کرتا ہوں۔ اب بدن کی نظموں میں اللہ اور رسول کا کوئی حوالہ پا شدہ ہے۔ اس کا جواب اپنے خود پر دیوبن صاحب دے سکتے ہیں۔ یا ان کے مسئلہ انتقام حسین اس راستے پر دھاختے ہیں جو بدویز کے بارہ ماں پر رسم گئے ہیں۔

بہر حال ادب کے سنتاں کو توزیٰ ہوئی تیسری کواں اصل میں مذہب اخلاق۔ تدبیب اور اقدار کو مٹانے والی کواں ہے۔ اس کو اس کے فردی خاتمے کے بعد بھیں شیعت فرنی پیغمبری کی کسی نیچی چال۔ سے جال، نیپن سازش، میں سردار اور نئے پروج کا منتظر رہتا ہے۔ ان نظموں پر ایک درمیں شاعر نے زاویت سے بھی تنقید کی جا رہی ہے۔ لیکن حضرت قاطریؒ کی ذات اقدس مائیں تھی۔

(ابن اسحاق تبیل اپنے اس مقالہ (جو المتنابن (۲) میں شائع بواہی) میں ادب اور مذہب کو جوڑ کر دیکھتے کی کوشش کی جو۔ جس کو نتیجی ہے میں کوئی سزا الست جنم لیتی بیس، بم (قارئین سے امن پر صست مذہب اسٹ پاپٹری بیس (ادارہ

ہندی کے دو مختصر افسانے

آدھی اور بندار : رام پٹھوا ترجمہ (محمد الفضل خان)

ایک اجنبی شہری اپنے دو بندروں کے ساتھ ٹوپ زدہ بھائیت ہوئے۔ مداری کیکھ لاؤ گئے۔ روک کر پوچھا تھا تمہارے ہو یا مسلمان؟ جواب ملنا ”ہمہ ہوں نہ مسلمان، صرف ایک انسان ہوں، پھر جوکی ملے۔“ بندروں کو کملی تماشے دکھالا پہاڑا۔ دلچسپی میں اپنے دو بندروں کے پیچے ہو یا مسلمان کے۔ مجھ سکھی پیغے ایک جسے ہے۔

یہ سچا لہ لاؤ گئے کچھ اساتری۔ کمی کے ہاتھ میں اکھیتے۔ تھوڑا رسم سے مداری کو مدد دیا۔ شرکی فرقہ و رانہ نداداں بڑھتے ہی رہے۔ اس حدادی میں دو بندروں نے مداری کے ہاتھ سے چھوٹے ہو گئے۔ ٹھوٹے ہی کر فیوں کے ساتھ میں دو بندروں اور بھرپور جگل کی طرف ہاگ کھو گئے۔ وہاں جا کر اپنی برادری سے مارے و اقتاتے ہیں۔ بھر بندروں نے ایک اجتماعی تیاری ٹرکی گردی۔ اجتماع میں ان دو بندروں نے اپنی آپ بینی سنائی۔ کمی بندروں نے ان لوگوں کے اس غیر اسلامی حرکت کی مذمت کی اور مداری کی موت پر خراج عتیت کی۔

آخریں یہ ہے: واحد ”تم سب مل کر ران گھاٹ جائیجے اور بابا سے اپنے تیوں بندروں اسیں صلاح دی گے۔“ ایک دو جوان، بدرے حصہ بھرے اسیں مداری کے ہاتھ سے سدھے ڈاروں کے گھر میں اگ پاٹاں گے۔ اس پر ایک بڑے بدرے دہلا کر کہا کہ ”اگ کا ہمارے اصول کے ٹاف ہو گا۔“ پسکہ بندوں کی قبر میں جائز ہو گئے۔ ہر تیال کر پیٹے اور مانگر۔ قبیل کے کپے پر جو اپنی کوئی ترقی یافت نہیں لگی ہے۔ بدرے کرما سے کارکو کو بندوں کی طرف ہدایت کی گئی۔ اس کے بعد کمی بندروں کی موت کی سیدی میں صروف ہو گئے۔

کھرونچ کرن اگروال۔ ترجمہ محمد افضل خان

”ہل فافٹ تیار ہو جا۔ آج رات تجھے جنت کی پیر کر ای دوں۔“ — ”آج دیہی ابادہ سال کی مخصوص تاخیل سے جھوٹی ہوئی بیوی۔ جنت میں اچھا چاہا ملے گا۔“ جنت میں گد گدہ اسٹر ہو گئی۔ سوئے کے لئے؟ — ”ہاں پہنچ دلگدہ ہو گا۔“ جلد ہی دنوں میں ایک پانچ سو دنہوں کے چھپتے دروازے سے اندر دھاٹ ہو رہی تھیں۔ ٹھنڈ جب اپنی گھر ہوئی تو تھنچی تکاچہرہ بندی کی طرح پیڑا ہوا تھا۔ وہ لکڑا لکڑا ٹر جل رہی تھی۔ ”نیوڈ کلیف تو نہیں ہوئی؟“ مدعوی نہرے میں گلے سے پوچھا۔ — ”صاحب نے بہت اچھے اچھے کہا۔“ کھانے کو ہمیاں کیا کہ گد گدہ اسٹر توئیں نے خواب میں ہمیں تھیں۔

کسوٹی جدید کی رسم اجراء پر ایک خواہشات
۱۷۵۱ ابتوہیم
صلائی نائب صدر
آل اندیار اجد اقلیتی کمیٹی
متھرا پور سمیت پور

کسوٹی جدید کی لئے نیک خواہشات کی ساتھ

جنرل سکریٹری

سیسٹی پور ضلع کانگریس اور منبر ضلع پریشان

قاضی نسیم ایکتا

پر خلوص مبارک بادا کی ساتھ

دینی، ادبی اور درسی کتابوں کا مرکز

نشانہ لیکی بک نشنلٹر

پہنچنی اکٹھتے، اسٹیشن رائے ایکٹھن پر

تنقیدات مغرب کے اثرات کا محاکمہ

لیڈ تدویر ٹیکنالوژیوں

تفقید اور غایل لازم و ملزم ہیں۔ اس لیے کسی ادب میں تلقید کے وجود سے اکارنا ممکن ہے۔ ہالی یہ ضرور ہو سکتا ہے کہ تلقید بھیتیت اولی صفت پا اگ و جود حلیم ہر کسی ایسی ہو جائے اصول سازی نہ ہو سکی ہو۔ جیسا کہ اردو ادب میں ہو۔ تلقید، یا کہ قاعدہ صفت ادب کی حیثیت سے اردو میں انگریزی کے اثر و نفع سے آئی۔ جس کا سلسلہ مولانا جالی کے ”مقدار شعرو شاعری“ (۱۸۹۳ء) میں ”تفہمہ شعر و شاعری“ میں حال ہے اپنے تلقیدی اصول و نظریات پیش کرنے میں مغرب سے ہم پر استفادہ کیا اور دوسروں کو کوئی پوری معرفی کی تلقین کی بعد کے نادنوں میں حال کے آں شورے پر لبیک کما اور معرفی تلقیدی سے استفادہ اور اس کے اثرات قول کر کے اردوں کو ایک مستتبہ تلقیدی سریاں فراہم کریں۔ تلقید کے باب میں حال کی سفارش کے ساتھ ساتھ اردووں نادنوں کے نئے مغرب سے استفادہ کر لیک صندھی جنوری بھی تھی۔ اردو کے میدان تلقیدیں مغرب سے مترابہت سے تقدیر گرم عمل ہیں۔ ☆

اس میں کوئی تکش نہیں کہ ان ناداود میں غرضی تنقید کے مختلف رجحانات اور نظریات کے اثرات کوئی فکر، اپنی سوچ، درسائی (Approach) اور اپنے فرم و اور اس کے تحت قول کیا اور پھر اس کے مطابق عملی تنقید بھی پڑیں گی۔ جس کے نتیجے میں اردو کے تنقیدی ادب میں لٹارت اپشنے ہوتے گے، ان کی اہمیت اور افادتیت سے انشکار کرنے غلط ہو گا۔ دنیا کی ہر قوم نے ہر زبان اور اس کے ادب میں بہت سا بہر کے اثرات قول کے ہیں۔ لیکن اپنی شعور کی طبق اپنے نظم خیال میں جزو کر کے قول کیا ہے۔ شعور کے ساتھ قول کرنا ایک عجیب ہے اور شعور کی ایک عجیب ہے اور اردو کے پھر ناداود نے خالی کی پوری مفریلی کے شعور کے ساتھ قول کرنا کھلا کر کاہر بندے دیکھے۔ اسے کچھ بے سوچ بیرونی مفریلی کی اردو پر جو پڑی۔ اگر ہم مشعو کے ساتھ مفریلی اصول و نظریات قول کر رہے تو ہر چنان یا لگ کر قول کرنے سے پہلے یہ دیکھے لیتے کہ کیا قول کر رہے ہیں۔ اور یہ قبولیت ہمیں کمال سے جائے گی تو بہتر ہوتا۔ مگر یہ کام ہم بدستی سے پوری طرح نہیں کر سکے جسے ہمارا احساس اور ہمارا لگن مغرب کے چخنوں جیسی ہے۔ اردو میں تذکرہ ناداود کی کی نہیں رہے مگر اس کے باوجود اور تنقیدی ایک ایسا اصول و نظریہ نہیں سماں کی ہے۔ اپنی افادتیت نہیں Develop کر سکی، ہم کا ہمیں کا احساس مٹا دے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ اس میں خود اعتمادی کا ذریعہ نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اردو تنقید مفریلی تلقی تنقید کی نسبت سے کم عمر ہے

تیکو لوگو کو ایسا سماں تھا کہ اور کسے کئے مغربی رجھاتا اور نظریات سے استفادہ کر سماں تھا کہ مغربی ادب ہمارے ادب سے نیزادہ مداری ہے اور اپنے سے نیزادہ مداری زبان و ادب استفادہ کر مستحسن ہی ہوتا ہے اور نہ لزیر بھی۔ اگر یہ کچھ ہے کہ تمام کے تمام مغرب کے اہم حلقوں اور تنقیدی ادب کو اردو میں منتقل کر لیا جائے اس سے ایک فائدہ تو یہ ہو گا کہ اردو میں اخراجی قوت کی مصلح نش و نمائی ہوئی رہے گی اور اردو اولوں کے لے دو بیانوں میں صارت حال کر لیے کی مجبوری بھی ختم ہو جائے گی۔ اگر اردو تنقیدی میں انہیں کو ظریہ سازی کا کام نہیں ہو سکتا اس کی سب سے بڑی وجہ اور تقداروں کی مصلحت سندی، عیناً اپنے ادارب کا مطالعہ وہ وقت نظر اور گمراہی و گیرائی سے نہیں کرتے۔ وہ تین قدر کی طبقے مغرب کے مردوجہ اربوں تنقیدی ماڈلز اور اقداری پر محروم کرتے ہیں۔ وہ اپنے کتابی ادب کے بہلوں سے اگئے والے تنقیدی تصورات کی طرف توجہ میں کرتے۔ وہ دنیا ان سے نظریہ سازی کا کام لیتے ہیں۔ عام طور پر اس حقیقت کا اعتراض کیجئے گی کہ تنقیدی اصول و انفریت یعنی تحلیلی ادب سے اخذ کے جاتے ہیں۔ تنقیدی حلقوں لازم و طریقہ ہونے کے باوجود حلقوں ادب پلے مرض و جوش دیکھاتے ہیں پھر فناو حلقوں ادب سے اصول فن اخذ کرتا ہے۔ غرض تنقیدی حلقوں ادب کی پروپری کرنی ہے۔ اس حقیقت کی روشنی میں یہ کہا جائے گا کہ تنقید کا مقام تخلیق سے ایک درجہ بہتر نہیں ہے۔ مغربی تنقیدی اصول و نظریہ سازی ہر بارے ہے وہاں کے حلقوں ادب سے اخذ کے جاتے ہیں۔ ان کا اطلاق مغربی ادب پر بختی کامیابی سے ملکن ہے وہی اطلاق شرعاً ادب پر کیوں نہ کہا جائے۔ اس سے معمولی عدھ ہو سکتے ہیں۔ اس کے بعد کوئی نہیں آسکتی اور دوسرے کے حلقہ نادق جزوی اور ایسے ہیں۔ انہیں کو اردو ادب کی عظمت دکھلائی کی تو قرآن سے پوری نہیں ہو جاتی ہے۔ وہ کہ اس کے دل و ماغ میں انگریزی کی غیر ضروری نظرت یہٹھی کی ہے کہ اس کے دل و ماغ میں انگریزی کی نظر سے اردو ادب کو دیکھتے ہیں، ان میں یہ Complex ایسا ہے کہ اردو ادب میں زور ادا میں ایک Epic میں دغیرہ دغیرہ۔ غرض اپنا ادب ٹکڑے دکھلائی دیتے گئے۔ کچھ تو اسکا تعلص پر ملا کر تھا۔

- (1) کپاہمیشہ مغربی W کی اصول سازی کے نئے ترقیاتی کے؟

- (۲) کیا اونٹی نظرے سانے کا کام سر فراہم مختبری کر سکتے ہیں۔

- (۲) کما مشرق کا سوتا اتنا خشت بے کہ اس میں کوشی نبا چش۔

غزل

ڈاکٹر شہپر رسول

آئینے میں، مراثن تھا، مرا پھر غائب
مز کے دیکھا، تو مرے نقش کف پا غائب
چاہنا چھوڑ نہ دوں، جاہ کے مٹا کیا ہے
تجیرنا سیکھے چکا آج، تو دیکا غائب
توئی احوال سا احوال ہو لکھنے کے لئے
لائچھ میں باگ نہیں، پھر سے رستا غائب
دھرمپا در دھلتا ہوا وقت بھی شدھر ہیں، کہ آج
نظر آجاتا ہے سالیا کہ مرا پا غائب
یک وہ لفظ کہ جو حال جان تھا شپر
توئی غائب بھی تو، ہوتا نہیں ایسا غائب

لِلْغَزَلِ

عاصم شہنواز شبی

نہ رہے کو تھا جائیے
کہ سب کو ذرا ناجاییے
سکے یوں جاننا جائیے
ساپ نے کو لڑا جائیے
دہ دہا ش، عج، سای، کاندی
ور جان چال تھیں کیا جائیے
بلاتے ہو کر گردیں، کیا خود
شاعری میں استھانا جائیے
ہر کشاد بکے کے لئے
ور قدم پر گرتازا جائیے
تات دے ٹوکرائے میاں
ر جاکیں میں ساتھی جا جائیے
بطحی حد تو زکر، ہا میں میاں
اک انکوں سے کہا جائیے

غزل

غلام مرتضی راہی

چاند کی نظر دل کے چاروں کا شہر ہونے کو ہے
ایک بڑی بڑی کال یہ زور ہونے کو ہے
سلب سلب تپ تپ کے نئے نگار نظر ہونے کو ہے
کیا انہی مورتی میر اگر زر ہونے کو ہے
آسمانِ مشکل ہو جائیاں ہر کار کے
باندھ سرچار چاند ہارا نئے ٹھنڈے ہونے کو ہے
میں موافق کے لینیں کچھ کشے والا اس نے
ستھنے لاوِ اقصے میرا مختصر ہونے کو ہے
اسنے دیں، مگر ای میں جا کر جیسی مفہوموں کی
زندگی کے پودا سائے کی خاطر بھر ہونے کو ہے
اڑاکنی ہے رہنمائی، پھر بیڑاتا ہے درق
حرف شاید پھر کوئی نامختصر ہونے کو ہے
دیکھنا ای، کرن جھنپٹی لی دیوارست
سچا پروشن سب ناپر تسری اگر ہونے کو ہے

شفیع اللہ خان راز انواری
 جب تک کوئی گھر رہتا ہے
 پیش نہ کرو دفتر زیر رہتا ہے
 لوگ توڑ کر ہمایا رہے ہیں
 شر میں اب لٹکر رہتا ہے
 کوئی گھر سے کیک نکلے
 اسٹ جانے کا ذر رہتا ہے
 سراتے ہیں اُن کے شعلے
 جسپ تک دامن تر رہتا ہے
 بکر سے گوئی گتے دروازے ہیں
 بکھر میں افسر رہتا ہے
 جو گن سنتے یہ راز ہے پوچھو
 جو گوئی کتب تک گھر رہتا ہے

بے چارہ

فلکلر

”ہاں دیس کے“ ایک ساتھ سب نے سر ملا لایا۔
”مکر تو تمیں جانشی کے؟“ ڈاکٹر نے پاشہ نماز بر کیا۔

”تمیں بناکل میں“ گدھوں نے یقین دیا۔ ”تو تمیکے کل سے میں آپکا علاج شروع کر دیا۔“ آپ جا بیئے۔ کل اسی وقت جائیے گما“ گدھے جسمے ہوئے اپنے ہمکاونوں کی طرف جل دیئے اور معمول کے مطابق بوجھے ڈھونے لگے۔ اس نہ دبوجھے کے درکار بھی بھول گئے۔ وہ سرے دن کھے، ڈاکٹر کے پاس جمع ہوئے اور ان کا اعلان شروع ہو گیا۔ ڈاکٹر نے باری باری سے سب کے سروں میں انجوشن لگایا وانہیں دو ایک ایک ٹوکی مکالہ کرانے سے کما“ کل پھر اسی وقت آجایے گا کل بھی انجوشن لگے گا بس دو روز کی دو ٹوکن کا انجوشن لگاؤ نے پسیں گے اور گولی میں کمالی ہو گی۔“ ڈاکٹر کی بات پر خانی خیر کر گدھے چلے گئے اور ڈاکٹر کے مشورے کے مطابق بلانچنگ اور جوش کی تھی اور دو آجھا تھے۔

”خیر دے دھیرے انجوشن اور دوائے اپنائیں کھانا شروع نہیں۔“ گدھوں کے سروں پر دو ٹوکن کا نہیں بھاری دھیلہ گئے۔ ڈاکٹر نے ٹوکن کی پٹی پھوٹنے لگیں۔ کوئی پٹلی روشنہ دیوبندی نہیں ہوئے تھیں۔ اس میں کھنچیں کی تھیں۔ گدھے اپنے سروں پر سیکلوں کی پھوٹی ہوئی کونپللوں کو دیکھ کر اور بھی خوش ہو گئے۔ یاد جلا دے۔

والوں نے گدھوں کے سروں پر گستاخ ہوئے سیکلوں کو دیکھا توہہ گھر اکچوچک پڑے۔ ان کی جرمی بڑھ گئی۔ ایک انجمان ساختن اکے اندر آتیا۔ کچھ دنوں بعد گدھوں کے سروں پر پورے سیکل آئے۔ سیکلوں کے کل آنے سے ان کی ٹھکل بھی بدل گئی۔ اب وہ اپنے پڑے روپ سے الٹ تھکل دکھانے لگے۔ اپنے سروں پر سیکلوں کو دیکھ کر انھوں نے اپنے اندر ایک جیبی سیکل جھوٹی کی طرح تھکل جھوٹی کی طاقت اور توہاتی بھی جھوٹ کرنے لگے۔

طاقت کا احساس پیدا ہوتے ہی گدھوں کا بر تاؤ پکھا مارٹل (ABNORMAL) سا ہو گیا۔ وہ اپنے سروں کو جھکنے لگے۔ مارٹنے کی بارے پانی بھاگی ان کے سیکل بنے لگے اور گذرا ہوں کی طرح ہر اکابر نے والوں کی آنکھوں میں گستاخ گئے۔ سیکلوں کی بیداری کے چال میں بھی تبدیلی آئی۔ وہ اتر اکابر چلے گئے۔ وہ پڑے سروں کو جھکنا دینے لگے۔ دھرا دھر بھی سینگ مارنے لگے۔ ہاتا اور بے موقع سیکلوں کوں زد سے مارنے لگے۔ اس پاس مبنے بھی جھنچے اور ان کا ساتھ گھاس چڑنے والے وہ سرے مضمون اور بھنٹے جانور بھی گماںکل ہونے لگے۔ ان کے سیکلوں کی فوکسے کسی کی ناک رخی ہوئے گی، تو کسی کی آنکھ دکھنے لگی، ان کی چوتھے کسی کے پیٹ میں تکلیف پیدا ہو گئی تو کسی کی پیٹ پر درکرنے لگی۔ ایک دن ڈاکٹر ان کے پاس کیا۔ دو ہو۔

”میں نے قوانین درد پر دوسرے پر اکڑا آپ کے سروں پر سیکل کا دادیے اور آپ نے اپنے سیکلوں کا کمال بھی دیکھ لیا۔ آپ کی طرف افسوس والی جا بک کس طرح گھر آتی ہے۔ مارٹنے والوں سے اپنے سیکل کو خرچ کرنے ہیں۔“ مارٹنے والوں کی بیداری دوسرے داۓ اور آپ کو بھی دوسرے داۓ۔ رکپ کو بھی دوسری سے پہنچنے والے گھر ا رہے ہیں۔ بھنچے آپ سے دوسرے جانور بھی دوئے گئے ہیں اور آپ کی طرف دوسرے بہت سے کھر جانور کا پر جنک بھی کرنے لگے ہیں۔ اب آپ کی بیداری ہے۔ میں اج اس لئے آیا ہوں کہ آپ بھی اپنا وددہ پر ایکچھے۔“ ڈاکٹر کی بات سنکر گدھے سیکل مارنے ہوئے۔

”خدر وہم اپنا وددہ پر اکریں گے لیے،“ میں کیا کہنا ہو گا؟“ ڈاکٹر نے فرمایتے نہیں سے

کہا۔ ”اتنے بڑے کام کے لئے میں آپ سے ایک بچہ مٹا کام چاہتا ہوں۔“ دوسروں کے دھوکوں کو دور کرنے کے لئے میں نے دواں کا ایک کارخانہ لگایا ہے۔ گھر بیری دو ایک دیکھیں تکب وقت پر نہیں پہنچ پاتیں جس سے میرے دماغ پر بہت بوجھ رہتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے اس بوجھ کو کم کر دیں۔“ ڈاکٹر کی بات سن کر گدھے سمجھ دیتے ہوئے۔

”آپ کے دماغ کے بوجھ کو ہم کس طرح کم کر سکتے ہیں! ہم اس میں محسین گئے کیسے؟ ہم اسے

بیوے اور آپ کا دماغ اتنا چھوٹا!“ ڈاکٹر سکرتے ہوئے۔

”آپ خایر بیمری باتیں سمجھے۔ اصل میں میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے کارخانہ کی پوشاں دیکھوں گے۔“

”میں بوجا ہوں گا وہ آپ دیں گے۔“

لکھ ہے ڈاکٹر کے سارے باروں پتے دوہرے دل کے ہوتے ہیں۔ ایک ایک رثیٰ نے اپنے متستہ انبیاء ڈاکٹر کے دوہرے دل دیتے ہیں۔ اور ان کی کمال میں بھپا بھپا بنا دیا۔ پکھ جانوروں کو پہاڑ جیسا نادیا دیا۔ پکھ جانوروں کے سروں پر جھوڑ دیا۔ پکھ جانوروں کے مدد میں پھینکوں میں دھینچوں میں پھینچوں کی طرح رہا۔ پھر ڈاکٹر کے شکاری بنا دیا۔ دوسرے ہی نون کے مٹانے میں پھینکوں کا ٹھکر کرنے لگے۔ پکھ جانوروں کو اس نے انتظام بنا دیا۔ ایک دن ڈاکٹر کے پیور پر پھول چڑھنے لگے اور پکھ کو انتاب و قع دی کہ ان کے سروں پر بھکاری دھیلہ گئے۔ ڈاکٹر جانوروں کے سرا در پیچہ پر بوجھ لادے گئے۔ ان میں سب سے اگرے ہے ڈاکٹر جانوروں کے سر پر جھوٹیں کھلیا۔

لکھ ہے کام سن کر جوں کے ہوں پر پھر سے کھلا جاہست اکھر پڑی۔ اس نے اس بے چارے کو اتنا سیدھا حوار ادا کیا جو نہیں ادا دیا۔ بھاری بھج کوچپ جاپ ڈھونے لگا کنزروڈی دکھانے اور لڑکھنے اپنے دھو جلا دیتے والوں کی لات اور باتیں بھی کھانے لگا۔ لکھا بھج ڈھونے سے اس کی کمر بیری ہو گئی، کمر جھک گئی۔ چانکوں کی چوٹ سے کھال اور ڈھر اور ڈھر کی چیزیں پھری دیا۔ ڈھر کی ڈھری واغدا رہو گئی۔ اس کی حالت رحم کے تپل ہو گئی۔ گھر کی کواس پر ترس نہیں لگی۔ کسی نے اس پر رم نہیں کھلیا۔

کسی حصہ میں اکھر جانے کے بعد درختی کے پیچے ہٹری گاہے نے جب اپنارہاں اور ہر قریب ایک بھکاری پھانیل آیا۔ اس کو پیچا میں زبردست احتیاط پھول ہوئی۔ اور پکھ کی جیز بار آئی۔

اس بھوپل میں دھرنی کی کوکھ سے ایک اپنے انسان پیدا ہوئے۔ ڈاکٹر نے اپنے کپ کو ڈاکٹر جانور کا کھانے دیا۔ ڈاکٹر اپنے آپ کے کے ماحول کو دیکھا۔ اس پر غور کیا اور ایک کارخانہ کوں۔

ایک دن اس نے گدھوں کو منیا اور افسوس جانتے ہوئے۔ لاؤ۔ اپ سے چاروں پر بہت ظلم ہوتا ہے۔ اور اپ نے میرے شریف ہیں کہ پاک اور الات کما کر ہی پکھوئے نہیں، بالکل چپ۔ رنجے ہیں۔ اپ کی طرح بوجھ ہوئے وائل یہاں دوسرے جانور بھی چیزیں۔ گھر ان کی حالت کپ جیسی نہیں ہے۔ ماریٹے پر وہ چپ نہیں رہتے ہو، غصہ دکھاتے ہیں۔ اور وقت پڑنے پر سیکل بھی ماریٹے ہیں۔

مکھلے اپنے پر باتیں مار نہیں پڑتی۔ اور مارنے والے ان سے ڈرتے بھی ہیں۔ جانتے ہیں ہاپ کو مارنے والے اپنے کپ کوں نہیں ڈرتتے؟“

”کیوں نہیں ڈرتتے؟“ ایک ساتھ بھی گدھوں نے پوچھا۔ ”اس لئے کہ آپ کے سروں پر سیکل نہیں ہیں۔“ یہ سن کر گدھوں کی آنکھیں ایک دوسرے کے سروں کی طرف اٹھ گئیں۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ ان کے سروں پر سیکل نہیں ہیں۔ وہ اپنے سروں کو غور کر دیکھنے لگے۔ ان کی آنکھوں میں باہی اور پھر اس کے سر پر بھی جھک گئے۔ ان کی چھات دیکھ کر ڈاکٹر بولا۔

”مایوس ہوئے کہ کوئی بات نہیں ہے۔ اب میں آیا ہوں، آپ چاہیں تو میں آپ کے سروں پر سیکل کا ہو۔“

”ایہ؟“ گدھوں کے ٹھکنے پر سر اپر گل کی طرح اچھل کر اپر اٹھ گئے۔ ان کی آنکھیں دیکھ کر نیرت سے دیکھنے لگیں۔

”میں چکر کر رہا ہوں“ ڈاکٹر نے ان کی جیرانی در کرنے کی کوشش کی۔ اس یقین ہمہ رے جیلے کو سن کر گدھوں کی آنکھیں چکا۔ اٹھیں۔ خوشی سے ان کے سرزوں لئے لگے۔ ڈھینچوں ڈھینچوں لکھنے لگے۔ گدھوں کو خوش ہو تاکہ ڈاکٹر بولا۔

”گدھوں کے لئے فس میں آپ مجھے کیا دیں گے؟“ اپنے ڈھینچوں ڈھینچوں کو روک کر لکھ دیکھ دی۔ ”آپ مجھے کیے گے۔“

”میں بوجا ہوں گا وہ آپ دیں گے۔“

BEST WISHES FROM

ASIA TYRE

WHOLE SALE & RETAIL TRADER
OF

ALL TYPES OF TYRES, TUBES & MATERIALS

JAMA MASJID ROAD

AN IDEAL PARLOUR OF

KWALITY

ICE CREAM & SNACKS

MANSAROVAR

BEST WISHES FROM

NEW BOMBAY STYLE

TAILORS

SPECIALIST IN

SUIT, SAFARI, SHERWANI

KHAN MARKET, SAMASTIPUR

"س، اتنی بات ہے؟ آپ کی دوائیں دیکھوں تک ہم ضرور پہنچیں گے۔" گھوول سے اوبوڈ کیا۔

آپ لیکر بے کل سے تیار ہو کر خانہ آہنے۔ آج آپ کو کارخانہ دیکھوں" داکٹر آگے جانتے ہوئے؟ جیسیں سکر دادا جی نے چار بیویوں دیتے تھے؟، مرشی پر جواب جانتے کے لئے گدھوں کی طرف فور سے دیکھنے لگا۔ گدھے ہادر اور بغلیں جانتے کے بعد پہلے۔

"جیسیں، جیسیں میں معلوم" گدھوں کی "جیسیں" سن کر رشی ہو۔

یتھوں کے بعد لے مل کر ہیں۔ جن کو اگالے میں میہت پچھے خرچ کر دکا ہوں۔ "گدھے ہوئے،" "ہمیں آپ سے کچھ چاہیے ہی نہیں۔ آپ نے تو پکھ دیا ہے۔ وہ تمارے لئے بہت ہے۔ آپ نے ہمیں صرف سینگھی دیے ہیں بھروسے دیکھا ہے۔ تھامارا اسکن (ل) چڑھے کے" سینگھی مبارہ کئے! ہم آپ کی بات بھجوں کے" گدھے جیرا ان ہو کر رشی پر کی طرف دیکھنے لگے۔

اتا لاما احمد ہے کہ ہم تندگی اور آپ کی دوائیں ذہوت رہیں۔ تب ہی آپ کے، اس احسان کا بدل رشی پر ادا ہوئی۔ آپ بے غریبیں اس کے لئے ہم آپ سے کچھ نہیں لیں گے۔"

وہ سترے دن سے گدھوں نے داکٹر کے کارخانہ جا کر اس کی دوائیں ذہوتے کا کام شروع کر دیا۔

"تم نے سائیکل دیکھی ہے؟" گدھوں نے جواب دیا۔ "بھی ہے۔"

"تو تم نے یہ بھی دیکھا ہو گا کہ جب وہ چلتی ہے تو زراعی اساؤدھانی سماں پاتی اور ڈکھ کر ٹوٹی انہیں ان کے ٹھکانوں سک پہچانے لگے بعد میں وہ سرے دھیرے دھیرے، ہمیں بماری ہوئے گے۔" گر جاتی ہے۔ اور جب کھڑی ہوتی ہے، تو ایک طرف کو جگ جاتی ہے۔" گدھے رشی کی بات دھیان سے سننے کا بعد ہوا۔

"ہاں سائیکل کے ساتھ ایسا ہوتا تو ہے؟" ان کا جواب جان کر رشی پچھہ ہوا۔

"اور تم نے چارپاؤں والی موڑ کار بھی دیکھی ہو گی؟" گدھوں نے جواب دی۔

"ہاں وہ بھی دیکھی ہے۔"

"تو یہ بھی دیکھا ہو گا کہ چارپاؤں والی موڑ کار بھی دیکھی ہو گی؟" گدھوں نے جواب دی۔

تو ایک سید ہمی کھڑی ہوتی ہے۔ داکٹر بھائیں، آگے، پیچے یا کسی اور نہیں جھکتی۔

"ہاں نہیں جھکتی"

"ہمارے رشی نے جیسیں پارچہ اسی لئے دیتے کہ سائیکل کی طرح ڈگاٹے یا ہادر اور بغلے کے جاچے تم موڑی طریقہ لڑ کر ایسے بنا پڑے ہوں اور کو تو سیدھے کھڑے رہ کو۔ اسی طرح انہوں نے پہنچ سوچ کیہے کری کسی کو سینگھ دیتے ہوئے اور کسی کو ان سے وقت رکھا ہو گا۔ جانوروں کے کاموں کے پیغ نہیں گئیں؟" تاکہ کوئی نہیں ہو؟ کیا تمہاری بیٹھیں بوجھے لادنے والاں کے، مار سے چوچ کریں گے؟" گدھے روپا کی دوائیں ہوئے۔

"چوچ کریں۔ تاکہ ناراچارہ پانی کی ہو۔ اور ہم ایکی بھی پر گئے۔ جو جانور ہمارے ساتھ ائمہ تنشیع ہیں، انھیں منہ سوزا لیں۔ جن کو ہم سے ہمروں کی خلائقی اور جو ہماری حالت پر ترس کھاتے تھے۔ ان کی بھروسی کی ختم ہو گئی؟" داکٹر نے بھروسے نے یادہ خراب ہو گئی۔ وہ بہت پریشان رہنے لگ۔ تھک آگر ایک دن داکٹر نہ ہو۔

"سینگھ پاڑھاری حالت اور بھی بد تھیں" لی۔ ان سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوا۔" داکٹر ان کی گھبراہی، کچھ "سماں تھے ہوئے ہوا۔

"کیوں؟" تاکہ کوئی نہیں ہوا؟ کیا تمہاری بیٹھیں بوجھے لادنے والاں کے، مار سے پیغ نہیں گئیں؟" گدھے روپا کی دوائیں ہوئے۔

"چوچ کریں۔ تاکہ ناراچارہ پانی کی ہو۔ اور ہم ایکی بھی پر گئے۔ جو جانور ہمارے ساتھ ائمہ تنشیع ہیں، انھیں منہ سوزا لیں۔ جن کو ہم سے ہمروں کی خلائقی اور جو ہماری حالت پر ترس کھاتے تھے۔ ان کی بھروسی کی ختم ہو گئی؟" داکٹر نے بھروسے نے یادہ خراب ہو گیا۔

"انھوں نے تم سے بھبھی اسکلی توڑی لیا اور اپنی بھروسے دیکھ کر تم نے اونا ہے۔" پھر نہیں مارنا شروع کر دیا۔ میں نے یہ تو نہیں کہا تھا۔ ان یتھوں سے تم پر ایک تمل کرنے لگو۔ یوں جواب سن کر ہوئے ہی زم لجھ میں پچھلا، کیا تم چاہے ہو کہ اس جنگ اور سخت سے جیسیں چھکاراں اس اپ کیجا پہنچتے ہو؟"

"ہاں مداراج، چاہے ہیں، میں جان سے چاہے ہیں۔ بھوکان کے لئے ہمیں اس سے آئی دلا دیجئے۔" گدھے داکٹر کرتے ہوئے ہوئے۔ آپ یہ سینگھ ہمارے سروں سے الگ کر دیجئے۔

"ڈاکٹر نے کہا، یہ کیسے ہو سکتا ہے۔" گدھے نے گلزار اکر کیا۔

"مکتی تو جیسیں سل عکی پر ہو تو؟" چاکر رشی پر چپ ہو گیا۔

"پور تو زکری، مداراج؟" گدھے پوری بات منٹ کے لئے ہمیں ہوا۔

"چوڑا بہت جیسیں کشت اخنا ناپر کا"

"اخنا لیئے مداراج، کشت بھی اخنا لیئے، اعلان تو تھا۔"

رٹیت پکھ دیوں یوں چپ ہے۔ پھر گدھوں کی طرف دیکھتے ہوئے گھیر لیجھ میں ہوا۔

"ذیوار سے کٹا اکران سکنگوں کو توڑا لو۔" گر (گھر) میں جیسیں ہوا اوسی ہو گی۔ پر تو بدھو کر چپ ہو گئے اور پانچاہ جھلے لڑکھلات ہوئے آگے ہو گئے۔ ایک دن جب ہانپت ہوئے اور اس کھڑاتے ہوئے داؤں کی پیٹیاں کار خانے سے لیکر کمیں جاہے تھے تو اسے میں کسی ابھی نہیں دیکھتے ہوئے کہا، "ال دیان" داکٹر نے مصیبت میں۔ چوک کر گدھے اس ابھی کی طرف دیکھنے لگ۔ نے تم سے خوف مولایا ہے وہ جیسیں اپنا سستھنی لگیں گے، ان کی بھروسی پھر سے جیسیں نہیں۔ ابھی کے ماتھے پر بنداں کا ہوا سماں کا پکڑ دیا تھا۔ اپنے پھنس بھشا سے وہ کوئی مان پر ش لگ رہا تھا۔ گدھوں اور شیوں کا کروڑ وہ بھی شاہت ہو جائے گا۔ "رشی پر کا مخورہ سن کرے چارے گدھے اپنا سردیوں سے کھڑائے گے۔"

مرزا سمید بیگ
بیگم پور کی طرف سے
ماہ نامہ کسوٹی جدید کے لئے نیک
خواہشات

سمستی پور شہر سے ادبی ماہ نامہ
"کسوٹی جدید"
شائع ہونے پر مبارک باد
نعمیم عبد الله
صدر ضلع راجد اقلیتی کمیٹی سمسٹی پور
دھرم پور سمسٹی پور

سرزمیں (بیمار) سے شائع ہونے والے پہلے اردو مہماں
"کسوٹی جدید" کے اجراء کے لئے
مبارک باد اور نیک خوابیں
نذرِ نیم اقبال خان
(ذرا اس اور فراہم کا)
ان بنا شاد اور گلگاہی
ایرانی افغانستانی نہیں،
یرانی چنناکالوی فرمادا

(1)

کیس یہ قدر، کیس ہل آب جاگتے ہیں
اک زمیں پہ بلا کے عذاب جانے میں

لیکب بات کہ تعبیریں سوتی رہتی ہیں

نماری آنکھوں میں ہر چند خواب جائے گتے ہیں

—
—

تم اپنی بیاں کر رہے دو محظوظ یوں ہی

کہ بھر بھر ابھی تو سراب جاگتے ہیں

卷之三

جیسا کے سائیلی دھند ہونے لگے

مدرسہ میں عموم کے شباب جائیں گے ہیں

100-110

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہوائے، جریں خانہ خراپ جاتے ہیں

تماشہ روزگار

انوار شمس

اصنایع، ماحد و جدید ہے۔ کی واضح تعریف اب تک Define میں کی گئی ہے۔ تو کیا، جدیدیت کی کوئی واضح تعریف تھی؟ یا ہے؟ جو کچھے طور پر ترقی پسند رجحان کے روں عمل کی صورت میں مظہر پڑا ہے۔ جسکا تقدیر اپنے اپنے کو نہ رہ بازیوں اور پروپرٹیوں سے الگ کرنا، فرسودہ انکار، بے چارخہ خوشنیوں، مزدوروں و بہنوں کے احتساب کاروں اور بارکر کمزوم کے مردہ فلکی عناصری جیات وغیرہ کی بازگشت سے اخراج۔ اور اولین اندر کری خالی تھے۔ ان اغراق اور مقامدر کے زیاد جو محکم کی اصطلاحاً استہ بھی دیتے کہا گی۔ ادب ہر عمدہ میں وقت، حالات، زمانہ کریش میں پیش آئے حداثات و سماجیات، زمانہ موجود ہیں میں سماجی، سیاسی، مدنی، اخلاقی، غیر خالقان انسانی۔ کیا یہ نظر اور مستحبیں میں دیش آئے۔ والے خطرات، خدشات کے مانکروں اسکوپ احسا کی کو کھسے جنم لیتا ہے جس طرح جدید ہوں نے اخترائی اصول و نظریات کی اپنا بازگشت، میں معتقد ہمہیں اوناں اور بعد حرمہ بھیں کی نہ رہ بازیوں استا ادب کر تخلیقی ادب کی تربیت اور بے جھنی اپنے اندر محسوس کی۔ اگر تجھیں اسی طرح کے مانکروں اسکوپ احسا سات کے زیر اشان کے بعد کی نئی نسل نے جدید ادب میں اپنی چیل تقدیر ہے۔ اس امر کی وجہ میں سورج تھماۓ کی کرتب بازیوں، بے ہودہ شور شر ایوں، بازیگروں کے کھیل ماتشوں اور ادب کو اونی القبر سے دور ہو تو کیہے کہ کسی انہیا حصہ کی صدیدہ ہوں سے باہر رہ کر، ادب کی تخلیق کی طالبان کر دیں، تو حمایان جدید ہے۔ اس نسل کو سمجھیں پھانس کیوں محسوس کرنے لگے جیں!!

وں جو اپنی بخش پر کوئی ایک چیز کا لپکنے کے حق میں نہیں ہے۔ (مادہ جدید ہست کا لیل بھی نہیں) اس لئے گرد اب کسی بھی حالت میں کسی ازم کے تاثر ہو کر جعلی ادب نہیں رہ سکتا ہے اور اس طرح زندگی اور زندگی کی تمام ترقیات کیلئے خالص جعلی ادب دینے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔ یہ اعتراض کہ اس نسل کے پاس مفکری طور پر کوئی نظریہ ہے نہ تصور ادب بالکل ہی نظر اور دروغ فیض مقدمہ ہست کے پیرتی پسندیدت تھی نہ جدید ہست۔ اسی طرح یہ نسل بھی باقاعدے مدار نہیں ہے۔ اس نسل کے سامنے بھی تصورات اور مفکری نظریہ ہے۔ اخواہ بغلیں میں اسے نہ مانتے کی وجہ سے ہر چیز پر اپنے رسمیں۔ کوئی

نیک خواہشات کے ساتھ

محمد نیر عالم نواب

سُعْ راجد جزل سُعْرِیَّری اور چیف جزل سُلْرِیَّری

راجد اقلیتی کمیٹی،

شیخ نولی، سہست

ماہ نامہ کسوٹی جدید کلیئے

نیک خواہشات

محمد شار انصاری

شمع صدر پوامانج وادی یارثی

سستی لور

ماه نامه کیتوشی جدید

کیمی

نیک خواهشات

سید اعظم حبیب

۱۳

ii

۱۲۰ روایت

109

انور ششم

二〇一九年十一月六日

پوری دنیا کے قلم نہائیں کی ہوست یعنی تعداد یہ باتیں ہے کہ گلزار فلم سے جزا ایک سینئر اور باقاعدہ فلم ہے۔ بیس کم لوگ جانتے ہیں کہ یہ نام ادب میں بھی اتنا ہی معنیت نام ہے۔ دسوائیں، گلزار کے سالیں انسانوں کا ہجوم ہے ہر انسان کا ایک آنکھ ایک لالہ ہے، ہر کمالی کی ایک ایک لالہ ہے۔ انسانے کا ہر کر کر ایک لالہ مٹا دہے ہے ایک ایک لالہ گز ہے۔

دھواں، کسی مطامع سے لگانے والے گزارنے اپنی باری کے صفات میں قیداً داشتوں کو کمی کا روپ دیتا ہے۔ اس نے اپنا نئے بھی کے بہت قریب لگتے ہیں۔ میرے اس خیال کو تقویت میں جب میں افساؤں کے مطامع سے کمکاہ گزار کے یہ بھلے پڑھے، افساؤں کا یہو: واکر کے طرح چوتے تھے کبھی بے سر پر بلکہ، کوئی فانس نہ اپنی پوری تکمیل کے ساتھ سامنے آیا۔ کبھی کاہے اپنا ہے ذرا بیزی دہراتے ہوئے

صفون میں رکھاں گیا۔ لام اسکے بہت لکھتے ہوئے کوئی نیکردار سمجھا یا مشاہدہ میں آی۔ Mould: ہو گیا ہے، تو چاہا کہ اس پر افساد لکھیں۔ اسکرپٹ کرنے ہوئے بڑی انوکھی جو یعنی پیدا ہو گئی۔ انسانی زندگی کی جسک

زندگی انسانی بہت سخت کوئی نہیں ہے اس پر افسانہ لکھوایا جو قلم میں نہیں ملایا اس الگ سے مچ کر لیا۔ کچھ افسانے یوں ہوئے کہ پھوڑوں کی طرح لکھے، وہ حالات، باحوال اور سوسائٹی کے دیے

مگر اس کے خلاف کوئی تائید نہیں مل سکتی ہے، اس سے کوئی بھروسہ نہیں۔

جیسا کی جیسے تھکنے ہے۔ اللہ، میں وہ کیا کرتا ہوں؟ نبی اپنے ساتھ کاروبار کرنا ہے۔

وہ سوں ہے اور ہے واس، بیرون، دس پیسیسے روڑا، رہ، وہی جو دیتی ہے۔ کم چیز ایسا یہیں ہے۔ ان مانیجس میں سو مواعظ حلف اور سو میں۔ دو سوں ہا بر ایمان، اولیے اوری ہوئے یہی ساخت حدویے گئے ہے۔

تم اپنی جنون میں انہما سوئے کاشتہ کتا اسas ہے۔ رشتوں کی خود فربیاں میں۔ دکا دے ہیں، بامتے۔ سان کا، ماشرہ کے زوال کا تو دے ساتھ ہی افane میں ہونے والے گلری و فنی تیغور اتکا سا۔

کل ایک دن، حقیقت، کل ایک دن، حقیقت۔ شکاریہ میں، اور کافہ سکاہم۔

سے بڑا سنتہ حیثیت کا بذلتباواہ حیثیت مدد رکھو سو رہے۔ مجت سرف وہ میں ہے۔ بودھ خانہ یعنی ہے۔ بندھ کشیت وہی تو بونجھے سے خر مل ای ہے۔ نامی یہ ہے۔ فرستہ تمام میں بندھ اس بیعت کا نام ہے۔ جو کورا کے تحت اشور میں واقع ہو رہے ہیں، کس کی کمانی، کمانی میں ایک سوالیہ نشان ہے۔ ان کیلئے کوئی کمانیاں لکھتے ہیں اور ان کیلئے ہمیں جن کی کمانیاں لکھی جائیں۔ اس کی وساحت گلگارے افسانہ کس کے لئے کافی ہے۔

Masterpiece —

کتاب کاتاں : انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر

مصنف: مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

مجلس تحقیقات و نوشتات اسلام - کلچه

Digitized by srujanika@gmail.com

الآن في كل مكان

مکانیزم ایجاد شدن

مُفکر اسلام" دو لا تابودا بخشن ندوی عرفن علی میان بر تصریحی توئیں بنگے عام اسلام میں ایک اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ مولانا مغلیر، مصطفیٰ، معلم ہی سمن ساریخ، اس کی تصنیفات کی تعداد دوسو سے زیادہ تھا۔ ان کی تصنیفات میں "عمر و عورت و عزیمت" اور "انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج آزادی" کو مندرجہ میں کے زمرہ میں رکھا جاتا ہے۔

اپنے ایک مسلمانوں کے عروج نوال کا اثر کی تدبیجت کا نامہ اس بات سے لایا جائے گا کہ اس کتاب کے ترتیب دینا کی دس سے بھی زیادہ زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ عربی میں ایڈیشن، انگریزی میں ۸۵۰ میں اور فارسی میں ۱/۴ ایڈیشن باری ہو چکے ہیں

قانوں اور غیر قانونی بیشونوں کو مالا کر اس کی کل فروخت ہوئی تاکہ کم تعداد ایک اندازہ کے مطابق پانچ لاکھ سے بھی زیاد ہو گی۔ اس کتاب کے متعلق مشورہ پروفیسر سارجنٹ (کبریت چین خودر شی) کو کہنا پڑا کہ اگر دنیا میں کسی کتاب کی آمد بے حد نہ کرنے کا راجح ہوتا تو بھرپور خواش ہوئی عالم کی حاضرے۔ اس لئے کہ اس کتاب میں مغربی تمثیل کی درست کی گئے۔ اس کتاب کو وہ کہ فضائل ہندوں پر بخوبیر شی

میں ایسے بیٹھنے کے پڑیں میں اکثر بحکم نے کہا کہ "اس صدی میں مسلمانوں کی ناصالتی کی کوشش بہتر سے بہر و ہنگ سے کی گئی ہے، یہ کتاب اس کامنونہ اور تاریخی حادثے ہے۔" اس کتاب کو دیکھنے کے بعد چاہوں مکار اور مشورہ میں قسم مدد فراہم کیا جائے۔

شرق، اعلیٰ کی عظیم تحریک انہوں مسلمین نے تردد ق کورس میں، اخلاق کیا اور سودی غرب کی وارتات قائمیم کے کاموں کے خصاب من جگہ دی۔

بے زبانی خالی تاریخی اسلامی حکومت سے پوری دنیا میں اسلامی حکومت اپنے ایمان و املاک حفظ کے ملے ہستے پر پوری دنیا کے کوئے نہیں تھے۔

خیریک آزادی میں اوب کا پا انہم دل رہا ہے۔ اور آج ۔۔۔ بندوپاک دوستی اور جانی کامن میں بھی دونوں ٹکوں کے ابو شمرا، اہم کروار کر سکتے ہیں وہ کروار، جو یاد داں میں اوکر سکتے، اس لئے اس یاد داں سے بات کرتی ہے۔ سیاہ لفڑو ماغ سے ہوتی ہے۔ جبکہ دب دل سے بات کرتا ہے۔ دل کو متاثر کرتا ہے۔ دوستی ایک جذباتی رشتہ ہے۔ جمال دماغ نہیں دل وہ تاہے، دل ستاہے اور جب سک دلوں دل نہیں، دلوں کی مریل کی تان پر نہیں، جھوٹی، مور نہیں، ہاتھ، کوکل نہیں کوتی۔ پچھلے فون پاکستان کا ایک شاعر ہندوستان کی "دوستی کا ماتحت" لئے اس کا پیغام لئے، ہماری چارگی کا سندھیا لے اور پھر سے ٹھوٹی کے دھاؤں کو جوڑنے کی جستجو لئے وہ شاعر ہے۔ احمد فراز، احمد فراز نے دلی کے مشاعر سے میں اپنی نظم پڑھی "دوستی کا باحث" جو فارغین کوئی جدید کیتے، شائع کی جا رہی ہے۔ اس امید اور یقین کے ساتھ کے دنوں ہی ٹکلوں کے ابو شمرا، غلط سیاہی اور عوامی رجحانات کو ایک خوبصورت موز دیئے میں اشاعر اللہ کامیاب ہو گئے۔ آئیں

"دوستی کا باحث" احمد فراز

اواسِ تم ہی ہو یادِ اواسِ تم بھی میں
جوں ہبہ تو دریدہ بیاسِ تم بھی میں
مرے لک کے بڑے ہنگوں نہ رہے میں
مرے سڑاک اسافر بھی گردے میں
دھنیا دیکھ سکوں جامیں گھرِ ایسا ہے
کچھ میں کچھ میں اس کا سماں جائی ہے
میں بھی ہنگی ہو جو دھن کے علاوی میں
میں بھی ٹوکرہ کر بلائے ہو علاوی میں
دھنِ یوں کی لو اسی سیکھ کی اتنی
دھنِ خانگی اس نے فاختہ کوئی الگ
ہوا یہ فتنہ دھنے فتو آتی ہے
عدو کے خوں میں نانے کے بعد اتنی ہے
تسخارے پالِ طامتہ سے ہنا خوب ہے
نہ کوئی ساتھِ تسخارے نہیں تو ساتھِ حمرے
دھنِ ہوئی سے دھوکا ہے پھر دھنِ دھنِ دھن
جو وہ نصف صدی بھرے نہیں دھنِ دھن
چنانچہ، جن سے دوں کے دیدوں شوہن ہوں
تسخارے دشیں میں آؤں دھن، خون اب کے
اگر تسخارے آہی کا ہے سالِ قبھر

پیسے جیسے دوں قریب آتا گیا۔ جس بدن پاکستان کے مدر جزل پوری شرف کا آنا تھا۔ مگن یقین کی حدود کو پھوٹنے کا تھا۔ اسمن کی حدود کو پھوٹنے کا تھا۔ دھنِ دیج شرف بندوں ساتھ آئے۔ دھنی میں ان کی پرانی عوامی جھانی تھی۔ چونہیں طرح کے کوئاں تھے پر سرست لور خو ٹکوار فنا تار ہوئی۔ میں پاکستان کا امکان ۔۔۔ صرف امکان ہی رہا۔ سچن کی بات ہوئی تھی۔ دشمنی کا تھا۔ پکھنی بھی نہیں ہوا۔ نامیہ بھی باحث آئی۔ جزل پوری شرف دہنس پلے گئے۔ پھر بھی، ستم پر امید ہیں۔ کہ بھی ہوئی برف تو پھلی ایسے امکانات کے دروازے تو کتنا

ام پاکستان سر جوڑ کر تھا تو سکتے ہیں؟ اللہ وہ دن جلد اسے کہاں کوئی دھن سے دو گھنے بھائیوں میں میل طاپ ہو جائے۔ آئیں۔
لکھاری کی ایک نظم، "خواہ"، جو ہر کوہ بالا فضا کا احاطہ کرتی ہے، تاریخن کوئی نذر ہے۔

"و سک"

صحیح ایک خواب کی دستک پر روازہ کھولا۔ ویکھا
سرحد کے اس پار سے کچھِ صہمان آتے ہیں
آنکھوں سے ماوس تھے سارے
پاؤں دھوئے، باحث و حلاستے
پھر سے سارے سے شناسے
آنکن میں آسن لگوائے
اور تور پاکی کے کچھِ موئے موئے روٹ پکائے
پھر تی میں صہمان صرے
پچھلے سالوں کی خسلوں کا گزارے ہے

آنکھ کھلی تو یک صاحر ہیں کوئی عیسیٰ تھا
با تحص کا کرو یکسا تو تصور ایکھی تک جھاٹیں تھا
اور ہو ٹوٹ پر بختی گز کا زاکش اس تک چکر رہا تھا
خواب قہاشاید!
خواب ہی ہو گا!

سرحد پر کل رات ساہبے، گولی چلی ہے
سرحد پر کل رات ساہبے
پکھن خواہوں کا ۔۔۔ خون ہوا ہے۔